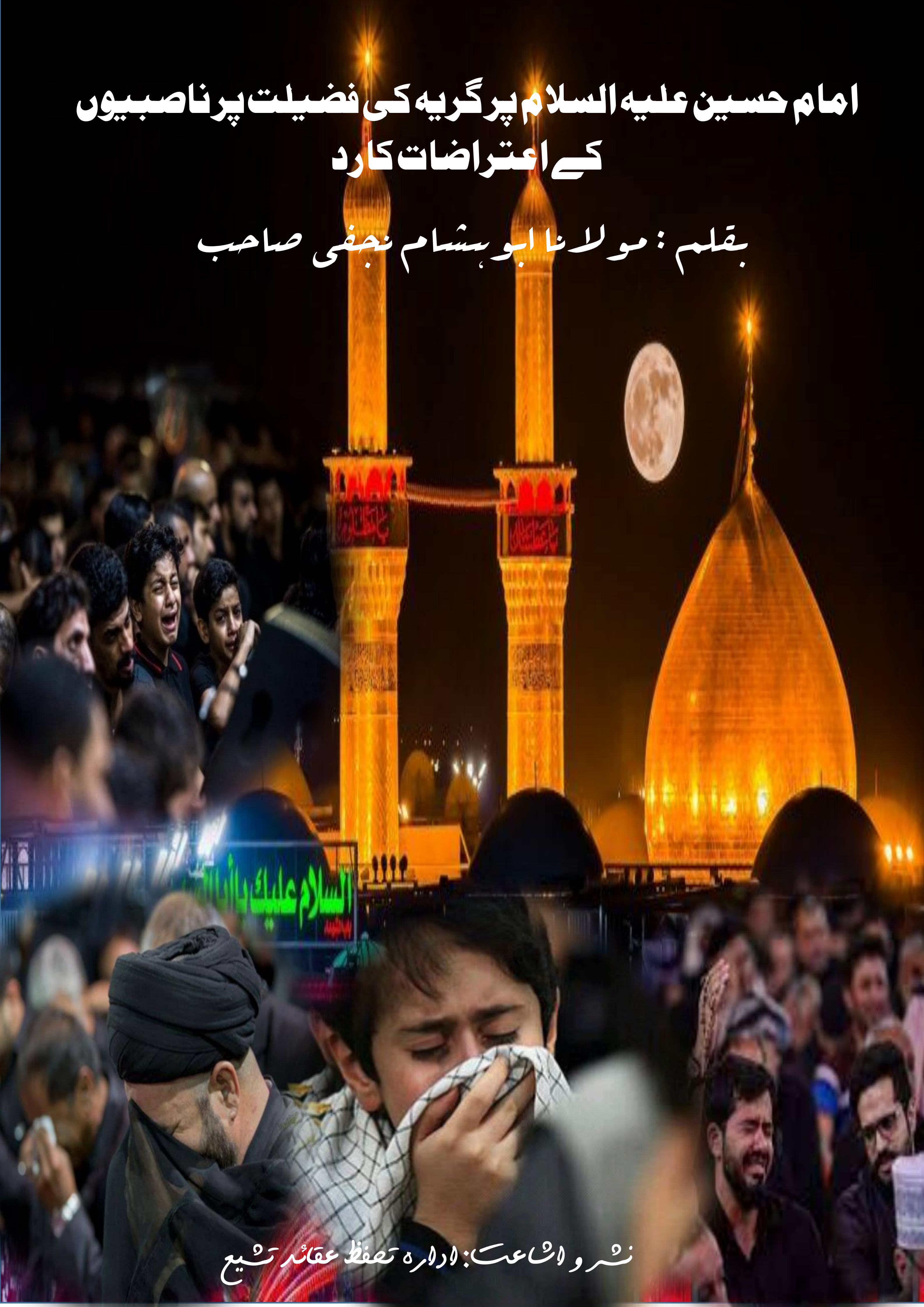
امام حسین علیہ السلام پر گریہ کی فضیلت پر ناصبیوں کے اعتراضات کا رد

بقلم : مولانا ابو ہشام نجفی صاحب



نشر و اشاعت: ادارہ تحفظ عقائد تشیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين ولعنة الله على أعدائهم أجمعين۔

امام حسین علیہ السلام پر گریہ کی فضیلت پر ناصبیوں کے اعتراضات کا رد۔

تحفظ عقائد تشیع

سنہ ۱٤٤٤

بقلم: سید ابو ہشام نجفی۔

ترتیب: علی ناصر

نشر و اشاعت: ادارہ تحفظ عقائد تشیع

مقدمہ

ناصبیوں کا دین ہی انکار ہے،وہ ہر اس حدیث اور روایت کا انکار کرتے ہیں جو اہلبیت علیہم السلام کے فضائل کو آشکار کرتی ہیں، منہج بنی امیہ سے اور کیا امید کی جا سکتی ہے؟

ایک ایسی ہی حدیث امام احمد بن حنبل کی کتاب فضائل صحابہ میں موجود ہے جس میں سید الشہداء امام حسین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:" جسکی آنکھ سے ایک قطرہ آنسو ہمارے غم میں ٹپک پڑا اللہ اسے جنت میں جگہ دے گا "(فضائل صحابہ ،حدیث 1154) -

ناصبیوں نے اس حدیث کے انکار میں ہی اپنی عافیت سمجھی کیونکہ رونا بدعت ہے کا فتوی پہلے ہی صادر کر چکے ہیں،اب اپنا تھوکا کیسے چاٹیں؟ اور اس کے بعد یہ بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کن لوگوں نے ان ہستیوں کو غم دئے اور ایسی دردناک شہادت دی کہ ان پر گریہ کی جزاء جنت قرار پائی۔

مولانا سید ابوہشام نجفی صاحب نے اس حدیث کے انکار پر ایک ناصبی کو تحریری شکل میں جواب دیا ہے اور اکثر بنی امیہ کے پیروکار اس حدیث کی تضعیف میں یہی دلائل دیتے ہیں،لھذا مولانا ابوہشام نجفی صاحب قبلہ نے بہتر سمجھا کہ تحریری شکل میں ناصبیوں کے اس مکر و فریب سے پردا اٹھایا جائے،خدا مزید انکی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور اس کاوش کو قبول فرمائے۔

علی ناصر

سنہ ۱۴۴۴ھ

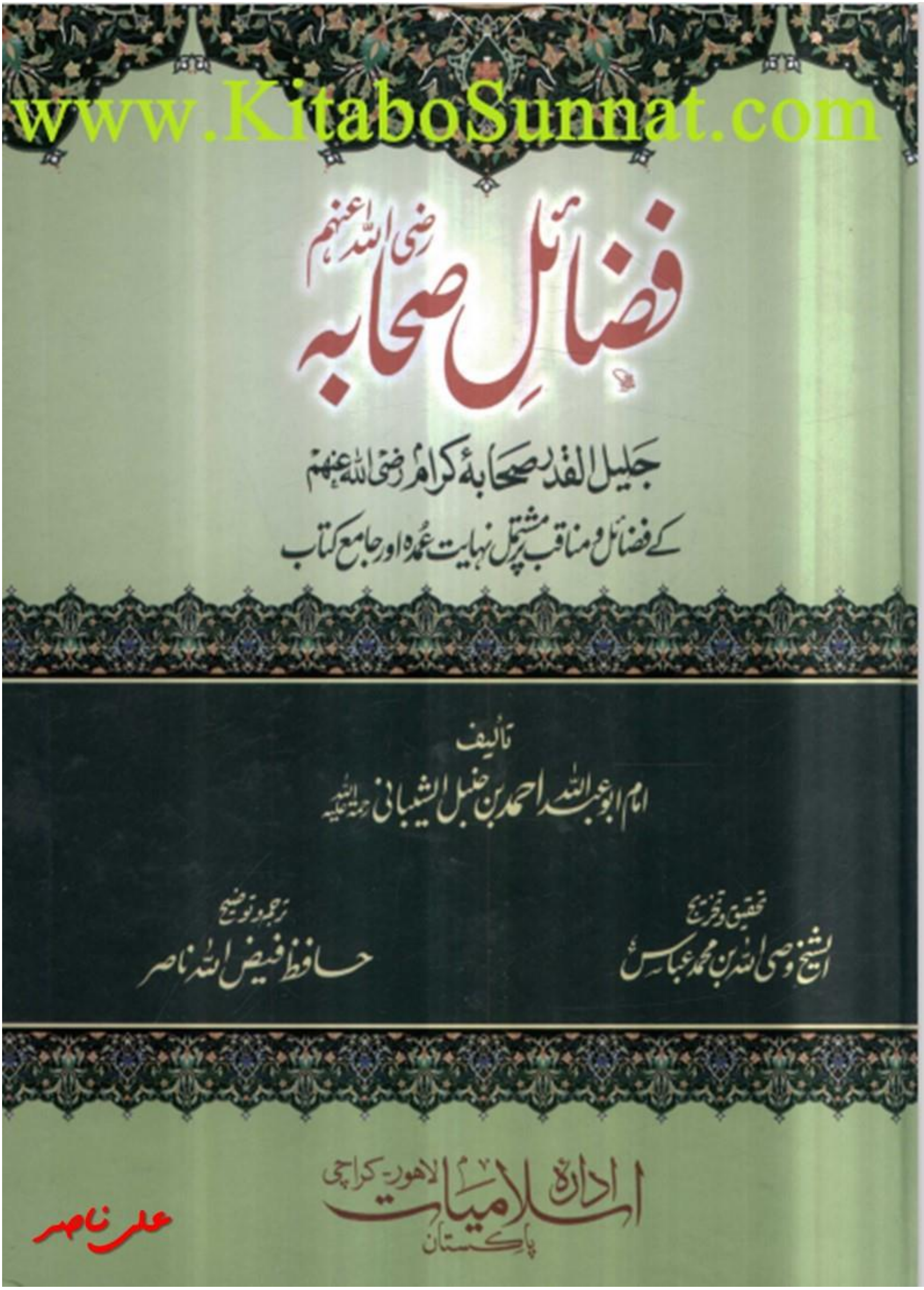
احمد بن حنبل نے با سند صحیح امام حسین علیہ السلام سے نقل کی ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْرَائِيلَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ بِخَطِّ يَدِهِ: نا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قثنا الرَّبِيعُ بْنُ مُنْذِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَقُولُ: مَنْ دَمَعَتَا عَيْنَاهُ فِينَا دَمْعَةً، أَوْ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً، أَثْوَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ.

منذر بیان کرتے ہیں ،امام حسین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: جسکی آنکھ سے ایک قطرہ آنسو ہمارے غم میں ٹپک پڑا اللہ اسے جنت میں جگہ دے گا۔

<u>فضائل صحابہ ،حدیث 1154</u>

http://islamport.com/w/ajz/Web/2294/1170.htm


www.KitaboSunnat.com
فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم
جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم
کے فضائل و مناقب پر مشتمل نہایت عمدہ اور جامع کتاب
تالیف
امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ
تحقیق و تخریج
الشیخ وصی اللہ بن محمد عباس
ترجمہ و توضیح
حافظ فیض اللہ ناصر
ادارہ اسلامیات
لاہور - کراچی
پاکستان
علی ناصر

اس کے متعلق علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سوال کرو، وہ (میری بہ نسبت) زیادہ جانتے ہیں۔ تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! اس مسئلہ کے بارے میں میرے نزدیک آپ کا جواب علی رضی اللہ عنہ کے جواب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے بہت بری بات کہی ہے اور تو نے قابل ملامت حرکت کی ہے، تو نے ایسے شخص کو ناپسند کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن کے علم کو سراہا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے فرمایا تھا کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی جب کسی چیز کے بارے میں اشکال ہوتا تھا تو وہ ان ہی سے راہنمائی لیتے تھے۔

1154۔ مُنذر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

مَنْ دَمَعَتَا عَيْنَاهُ فِينَا دَمْعَةً، أَوْ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً، أَثْوَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ. ❶

ہمارے حق میں جس شخص کی آنکھ سے ایک بھی آنسو یا ایک بھی قطرہ ٹپک پڑا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ٹھہرائے گا۔

1155۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((يُولَدُ لَكَ ابْنٌ قَدْ نَحَلْتُهُ اسْمِي وَكُنْيَتِي)). ❷

تیرے ہاں بچے کی پیدائش ہوگی جسے میں اپنا نام اور اپنی کنیت دوں گا۔

1156۔ امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ صِغَارًا تَنْتَفِعُوا بِهِ كِبَارًا، تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ لِيَصِرْ لِذَاتِ اللّٰهِ. ❸

بچپن میں ہی علم حاصل کر لو؛ تاکہ بڑے ہو کر اس سے فائدہ اٹھا سکو، اللہ کے غیر سے علم سیکھو؛ تاکہ وہ بھی اللہ کے لیے ہی ہو جائے۔

1157۔ ابوحرب بن ابواسود الدؤلی بیان کرتے ہیں کہ:

اشْتَكَى أَبُو الْأَسْوَدِ الْفَالِجَ، فَنُعِتَ لَهُ ثَعْلَبٌ، فَطَلَبْنَاهَا فِي خَرِبِ الْبَصْرَةِ، فَبَيْنَا أَنَا أَطُوفُ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ يُصَلِّي، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَبُو حَرْبِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ، فَقَالَ: أَقْرِئْ أَبَاكَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ فُلَانٍ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: لَأَذُودَنَّ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ الْقَصِيرَتَيْنِ عَنْ حَوْضِ رَسُولِ اللّٰهِ رَايَاتِ الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ، كَمَا تُذَادُ غَرِيبَةُ الْإِبِلِ عَنْ حِيَاضِهَا. ❹

ابوالاسود رحمہ اللہ کو فالج کی شکایت ہوگئی تو انہیں بہ طور علاج کسی نے لومڑ کا بتلایا۔ ہم اسے بصرہ کے ویرانوں سے تلاش کر کے لائے۔ پھر (ایک روز) میں چکر لگا رہا تھا تو میرا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے مجھے اشارہ کیا تو میں اس کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے بتلایا کہ ابوحرب بن ابوالاسود۔ اس نے کہا: اپنے والد کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ عبداللہ بن فلاں آپ کو سلام کہتا تھا اور یہ بھی

---

❶ [لم أجد أحمد بن اسرائيل والباقون ثقات] ذخائر العقبى للمحب الطبري، ص: ١٩

❷ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد للخطيب: ١١/ ٢١٨، العلل المتناهية لابن الجوزي: ١/ ٢٤٥

❸ إسناده ضعيف.

❹ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمي: ٩/ ١٣٥

علی ناصر

ابوبکر قطیعی نے کہا ہم سے احمد بن اسرائیل نے حدیث کی کہا کہ میں نے احمد بن حنبل کی کتاب میں اس کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ہم سے روایت کیا اسود بن عامر نے ربیع بن منذر سے انہوں نے اپنے والد سے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ: جس کی آنکھیں ہمارے غم و مصیبت میں اشک سے نم ہو جائیں یا ایک اشک کا قطرہ ہمارے لئے بہائے خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

یہ حدیث ناصبیوں کے لئے ذہر قاتل سے کم نہیں لہذا اس روایت کو لیکر اکثر یہ اپنے حال پر ماتم کرتے نظر آتے ہیں، عرب ناصبی اس کو رد کرنے کے لئے ہر قسم کے جھوٹ فریب کا سہارا لیتے ہیں ،ان کا ہی تھوکا ہوا ہمارے یہاں کے دیسی ناصبی چاٹتے ہیں ایسا ہی ایک ناصبی جس نے عربی ناصبیوں کا تھوکا ہوا چاٹا ہے اور گمان کر رہا ہے گویا خیبر فتح کر لیا ہو، اس مضمون میں اس ناصبی اور جملہ نواصب کے وہی اعتراضات کے جوابات دیں گے۔

ناصبی لکھتا ہے:

کیا فقط سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے غم و مصیبت میں رونے دھونے سے ہی جنت مل جائیگی ؟؟

شیعہ حضرات کا درج ذیل روایت سے استدلال بھی باطل ٹھہرا ۔

https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=676831443044527&id=100021530331853

(Link Expired)

1154 – حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْرَائِيلَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي كِتَابِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللَّهُ بِخَطِّ يَدِهِ: نا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ قثنا الرَّبِيعُ بْنُ مُنْذِرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَقُولُ: «مَنْ دَمَعَتَا عَيْنَاهُ فِينَا دَمْعَةً، أَوْ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً، أَثْوَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ.

احمد بن اسرائیل کہتے ہیں میں نے امام احمد بن حنبل رح کی کتاب میں انکے ہاتھ سے لکھا دیکھا ہےکہ اسود بن عامر نے ربیع

بن منذر سے نقل کیا ہے کہ اس کے والد نے کہا ہے حسین بن علی (رض) نے فرمایا کہ: جس کی آنکھیں ہمارے غم و مصیبت میں اشک سے نم ہو جائیں یا ایک اشک کا قطرہ ہمارے لئے بہائے خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

كتاب فضائل الصحابة جلد 2 صفحة 675

احمد بن اسرائیل رحمہ اللہ تعالیٰ (ولادت 253 ہجری) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات (241 ہجری)کے بارہ سال بعد پیدا ہوئے یہاں اس روایت کی کوئی صراحت/تفصیل موجود نہیں کیونکہ انکی ملاقات امام رح سے ہوئی ہی نہیں ۔ بس وہ کہہ رہے میں نے کتاب میں لکھا دیکھا اب وہ کونسی کتاب تھی اس کا کوئی تذکرہ نہیں علاوہ ازیں انکی سماعت کی بھی کوئی تصریح موجود نہیں۔

سب سے اہم نقطہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل جو کہ امام رح کے بیٹے ہیں انہوں نے اس روایت کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا جبکہ احمد بن اسرائیل کہہ رہے ہیں میں نے انکی کتاب میں انکے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا جو کہ امام رح کی وفات کے بارہ سال بعد پیدا ہوئے۔العجب

اس سے ثابت ہوا یہ روایت منقطع ہے اب ثقہ راویان اگر روایت میں موجود ہیں تو روایت پہ تصیح کا حکم تب ہی لاگو ہوتا جب انکی سماعت ثابت ہو اس روایت میں انقطاع ہے اس لئے یہ روایت قطعاً قابل حجت نہیں۔

باقی رہی روافض کی بات انکا کام ہے امت میں نقائص پھیلانا اور صحیح العقیدہ مسلمانوں کے عقائد پہ حملہ آور ہونا ۔

اللہ روافض کو عقل سلیم اور ہدایت دے آمین۔

دعا گو۔۔ فاروق اعظم))

جواب:

اپنی اس تحریر میں ناصبی نے حماقتوں کی تمام حدیں پار کر دی ہیں، روایت کو رد کرنے کے لئے جو دلیل دی وہ یہ ہے:

((احمد بن اسرائیل رحمہ اللہ تعالیٰ (ولادت 253 ہجری) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات (241 ہجری)کے بارہ سال

بعد پیدا ہوئے یہاں اس روایت کی کوئی صراحت/تفصیل موجود نہیں کیونکہ انکی ملاقات امام رح سے ہوئی ہی نہیں ۔ بس وہ کہہ رہے میں نے کتاب میں لکھا دیکھا اب وہ کونسی کتاب تھی اس کا کوئی تذکرہ نہیں علاوہ ازیں انکی سماعت کی بھی کوئی تصریح موجود نہیں۔))

جواب :

ناصبی کو بتا دیں احمد بن اسرائیل، احمد بن حنبل کے فرزند عبداللہ بن احمد کا شاگرد، حنبلی فقیہ، وثقہ محدث تھا اس کے حالات سند کی توثیق میں بیان کریں گے۔

اب یا تو ناصبی احمد بن اسرائیل کو کذاب دجال، حدیث گڑھنے والا مانے جو اس نے احمد پر یہ جھوٹ چپکا دیا، یا اگر وہ سچا ہے اور حنبلی فقیہ، احمد کے بیٹے کا شاگرد ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں نے احمد کی کتاب میں خود اس کے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا تو، ناصبی تیرے پاس کیا دلیل ہے کہ تو اپنے ثقہ عالم کو جھٹلائے کہ تو جسکی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں ہے۔

ثانیا: ناصبیوں کے یہاں تو متقدمین کے چارسو پانچسو سال بعد پیدا ہونے والا بھی ان کی طرف بغیر سند کے کوئی بات منسوب کر دے تو وہ حجت شمار ہوتا ہے بطور مثال، ناصبیوں کی سب سے زیادہ معتبر اسماء الرجال کی کتابیں ذہبی و ابن حجر کی ہیں، جیسے سیر اعلام النبلاء، میزان الاعتدال،

تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، لسان المیزان، مغنی وغیرہ۔ ذہبی و ابن حجر نے ان کتابوں میں اپنے سے چارسو پانچ سو یا اس سے بھی زیادہ پہلے ہلاک شدگان کے اقوال بغیر حوالوں کے نقل کئے ہیں جنہیں یہ ناصبی حجت شمار کرتے ہیں، ناصبی کے اس اصول سے تو یہ کتابیں استنجاء کے لئے استعمال کی جائیں گی ان سے تو استدلال ہو نہیں سکتا، لہذا ثابت ہوا ناصبی کا اعتراض مردود ہے ۔

احمق ناصبی کو بتاتے چلیں کہ احمد بن اسرائیل نے احمد کی جس کتاب سے نقل کیا تھا وہ مناقب علی علیہ السلام نامی کتاب تھی جس سے دیگر ناصبی ائمہ نے بھی یہ روایت نقل کی ہے ،چنانچہ مفتی مکہ مکرمہ محب الدین طبری نے روایت کو احمد کی کتاب سے ہی نقل کیا ہے۔

اس سے قبل کہ ہم محب الدین کی عبارت نقل کریں ذہبی کی زبانی اس کی توثیق نقل کرتے ہیں:

المحب الإمام المحدث المفتي فقيه الحرم، محب الدين أبو العباس أحمد بن عبد الله بن محمد بن أبي بكر الطبري ثم المكي الشافعي، مصنف " الأحكام الكبرى ": ولد سنة خمس عشرة وسمع من أبي الحسن بن المقير وابن الجميزي وشعيب الزعفراني وعبد الرحمن بن أبي حرمي وجماعة، وتفقه ودرس، وأفتى وصنف، وكان شيخ الشافعية ومحدث الحجاز

تذكرة الحفاظ ج 4 ص 176/177.

محب امام، محدث، مفتی، حرم (مکہ) کا فقیہ، محب الدین ابو العباس احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر طبری پھر مکی شافعی مصنف ہے کتاب احکام الکبری کا سنہ 615 ہجری میں پیدا ہوا، ،،،اور وہ شافعیوں کا شیخ اور حجاز کا محدث تھا۔

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3282_%D8%AA%D8%B0%D9%83%D8%B1%D8%A9-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D9%81%D8%A7%D8%B8-%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%87%D8%A8%D9%8A-%D8%AC-%D9%A4/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_274

محب الدین طبری لکھتا ہے:

عن الربيع بن منذر ، عن أبيه ، قال : كان حسين بن علي رضي الله عنهما ، يقول : من دمعت عيناه فينا دمعة ، أو قطرت عيناه فينا قطرة ، أتاه الله عز وجل الجنة ، أخرجه أحمد في المناقب

ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى ص 52

ربیع بن منذر نے اپنے والد سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ جس کی آنکھیں ہمارے غم و مصیبت میں اشک سے نم ہو جائیں یا ایک اشک کا قطرہ ہمارے لئے بہائے تو خداوند اس کو جنت عطا کرے گا۔

اس کی تخریج احمد نے مناقب میں کی ہے۔

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/1381_%D8%B0%D8%AE%D8%A7%D8%A6%D8%B1-%D8%A7%D9%84%D8%B9%D9%82%D8%A8%D9%89-%D8%A7%D8%AD%D9%85%D8%AF-%D8%A8%D9%86-%D8%B9%D8%A8%D8%AF-%D8%A7%D9%84%D9%84%D9%87-%D8%A7%D9%84%D8%B7%D8%A8%D8%B1%D9%8A/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_17

اس روایت کو سخاوی نے بھی احمد کی کتاب سے نقل کیا لکھتا ہے:

وعن الحسين بن علي رضي الله عنهما قال : من دمعت عيناه فينا أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة . أخرجه أحمد في المناقب .

استجلاب ارتقاء الغرف بحب أقرباء الرسول ذوي الشرف ، ج 1 ، ص 432/432

استجلاب ارتقاء الغرف

بحب أقرباء الرسول ﷺ وذوي الشرف

تأليف

الحافظ شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي

(٨٣١ - ٩٠٢هـ)

علی ناصر

تحقيق ودراسة

خالد بن أحمد الصمي بابطين

الجزء الأول

دار البشائر الإسلامية

١٥٩ ــ وعن جَريرٍ رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

«مَنْ مَاتَ على حُبِّ آلِ محمَّدٍ ﷺ مَاتَ شهيدًا، أَلا ومَنْ مَاتَ على حُبِّ آلِ محمَّدٍ مَاتَ مغفورًا له، أَلا ومَنْ مَاتَ على حُبِّ آلِ محمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا. . .».

وفيه: «مَاتَ مُؤْمِنًا مُسْتَكْمِلَ الإيمان»، وفيه[١]: «بشَّره ملَكُ الموتِ بالجنَّة، ومُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ»، وفيه: «يُزَفُّ إلى الجنَّةِ كما تُزَفُّ العروسُ إلى بيتِ زَوْجِهَا»، وفيه: «فُتِحَ له في قبره[٢] بابان[٣] إلى الجنَّة»، وفيه: «مَاتَ على السُّنَّة والجماعة». وفيه: «مَنْ مَاتَ على بُغْضِ آلِ محمَّدٍ جاء يَوْمَ القيامةِ مَكْتُوبٌ بين عَيْنَيه: آيِسٌ مِنْ رحمةِ الله»، أخرجه الثَّعلبيُّ في «تفسيره»[٤] قال:

أنا عبد الله بن محمد بن علي البلخي، ثنا يعقوب بن يوسف بن إسحاق، ثنا محمد بن أسلم، ثنا يعلى بن عبيد، عن إسماعيل، عن قيس بن أبي حازم عنه.

ورجاله من محمد إلى منتهاه أثباتٌ؛ لكن الآفة فيمن بين الثَّعلبيِّ وبين محمد، وآثار الوَضْعِ كما قال شيخُنا رحمه الله عليه لائحة[٥].

١٦٠ ــ وعن الحسين بن علي رضي الله عنهما قال:

«مَنْ دَمَعَتْ عَيْنَاه فينا دَمْعَةً، [ح٣٩/ب] أو قَطَرَتْ عَيْنَاه فينا قَطْرَةً، آتاه الله عزَّ وجلَّ

= الجنيد الحافظ: محمد بن سالم متروك. وقال أبو الفتح الأزدي: محمد بن علي، ومحمد بن سالم ضعيفان». اهـ. وأورده السيوطي في «اللآلىء المصنوعة» (١/ ٤٠٧)، وابن عراق في «تنزيه الشريعة» (١/ ٤١٤ ــ ٤١٥)، والشوكاني في «الفوائد المجموعة» (ص ٣٩٦).

(١) (وفيه) لم ترد في (م).
(٢) في (م): إلى قبره.
(٣) في (ك): باب؛ بالإفراد.
(٤) حديثٌ موضوعٌ.
عزاه للثَّعلبيِّ بهذا الإسناد الزَّيلعيُّ في «تخريج أحاديث وآثار الكشاف» (٣/ ٢٣٨) ــ رقم (١١٤٧)، والحافظُ ابنُ حجر في «الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف» (ص ١٤٥) ــ رقم (٣٥٤)؛ آفته كما أشار الحافظ؛ عبد الله بن محمد البلخي، ويعقوب بن يوسف بن إسحاق.
(٥) انظر: «الكافي الشاف» (ص ١٤٥) ــ رقم (٣٥٤).

ملا علی قاری نے بھی احمد کی کتاب سے نقل کیا:

أخرج أحمد في المناقب عن الربيع بن منذر عن أبيه قال : كان حسن بن علي يقول : من دمعت عيناه فينا دمعة أو قطرت عيناه فينا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، ج **11** ، ص **315** ،

https://al-maktaba.org/book/8176%20II/8917

ان تین علماء کی گواہی کے بعد بھی کوئی شبہ باقی رہ سکتا ہے؟

احمق ناصبی مزید بکواس کرتا ہے:

((سب سے اہم نقطہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل جو کہ امام رح کے بیٹے ہیں انہوں نے اس روایت کا کوئی ذکر ہی نہیں کیا جبکہ احمد بن اسرائیل کہہ رہے ہیں میں نے انکی کتاب میں انکے ہاتھ سے لکھا ہوا دیکھا جو کہ امام رح کی وفات کے بارہ سال بعد پیدا ہوئے۔العجب))

جواب:

کیا احمد کی تمام مرویات خود اس کے بیٹے نے اس سے سنی ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟ احمد کی تمام روایات جو اس کے بیٹے نے اس سے سنی کیا وہ تمام کی تمام موجود ہیں اس کی کیا دلیل ہے؟ احمد کے بیٹے کو اس روایت کا علم نہیں تھا اس کا ثبوت کیا ہے؟ ابوبکر قطیعی نے احمد کی تمام روایات کو فقط عبداللہ بن احمد سے سنا اس کی کیا دلیل ہے؟ یہ وہ اعتراضات ہیں جن کے جوابات نفی میں ہیں جن سے ناصبی کی سب سے مضبوط دلیل بھی باطل ٹھہرتی ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ احمد کی بہت سی کتابیں تھیں جن کا ذکر نواصب نے اپنی کتابوں میں کیا ہے یا ان کے مطالب اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں مگر آج ان کا کوئی وجود نہیں ہے جیسے کہ طبری ،سخاوی و ملا علی قاری کے حوالے سے بیان ہوا بطور مثال بعض کتابوں کا ذکر کرتے ہیں:

1 تفسیر القرآن:

یہ احمد کی سب سے بڑی کتاب تھی اس میں 120000 احادیث تھیں جیسا کہ ناصبی ملاؤں نے ذکر کیا ہے ابن جوزی لکھتا ہے:

كان الإمام أحمد رضي الله عنه لا يرى وضع الكتاب، وينهي أن يُكتب عنه كلامه ومسائله، ولو رأى ذلك لكانت له تصانيف كثيرة ولنقلت عنه كتب، فكانت تصانيفه المنقولات؛ فصنف "المسنَد" وهو ثلاثون ألف حديث، وكان يقول لابنه عبد الله: احتفظ بهذا المسند فإنه سَيكون للناس إماماً، و"التفسير" وهو مئة ألف وعشرون ألفاً،

مناقب الإمام أحمد ص 261

https://al-maktaba.org/book/33490/261

احمد نے مسند کی تصنیف کی جس میں 30000 روایات نقل کیں اور تفسیر میں 120000 احادیث ذکر کی ہیں۔

زجاج لکھتا ہے:

أكثر ما رَوَيْتُ في هذا الكتاب من التفسير.فهو من كتاب التفسير عن أحمد بن حنبل.

معاني القرآن ج 4 ص 166

میں نے اکثر اس کتاب میں تفسیر احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے۔

ابن تیمیہ نے بھی اس تفسیر کے وجود کو تسلیم کیا ہے:

وأما النوع الثاني من مستندي الاختلاف، وهو ما يعلم بالاستدلال لا بالنقل، فهذا أكثر ما فيه الخطأ من جهتين . حدثتا بعد تفسير الصحابة والتابعين وتابعيهم بإحسان؛ فإن التفاسير التي يذكر فيها كلام هؤلاء صرفًا لا يكاد يوجد فيها شيء من هاتين الجهتين، مثل تفسير عبد الرزاق، ووَكِيع، وعبد بن حُمَيد، وعبد الرحمن بن إبراهيم دحيم . ومثل تفسير الإمام أحمد

<u>مجموعة الفتاوى ج 13 ص 190</u>

https://islamweb.net/ar/library/index.php?page=bookcontents&ID=1404&bk_no=22&flag=1

ذہبی لکھتا ہے:

وقال أبو الحسين أحمد بن جعفر بن المنادي : لم يكن في الدنيا أحد أروى عن أبيه من عبدالله بن أحمد، لانه سمع منه " المسند " ، وهو ثلاثون ألفا، و " التفسير " ، وهو مئة ألف وعشرون ألفا، سمع منه ثمانين ألفا، والباقي وجادة

سير اعلام النبلاء ج 13 ص 521

https://al-maktaba.org/book/22669/5043

ابو حسین منادی نے کہا دنیا میں اپنے باپ سے جتنی روایت کرنے والا عبداللہ بن احمد بن حنبل کے سوا کوئی اور نہیں، کیونکہ اس نے اپنے باپ سے مسند سنی جنکی تعداد 30000 ہزار ہے اور تفسیر جس کی احادیث کی تعداد 120000 ہے اس میں سے 80000 سنی باقی وجادہ

اس کے بعد ذہبی نے تفسیر کو رد کرنا چاہا اور یہ کہا کہ اگر تفسیر تھی تو مشہور کیوں نہیں ہوئی ہم تک کیوں نہیں پہنچی وغیرہ وغیرہ

قلت : ما زلنا نسمع بهذا " التفسير " الكبير لاحمد على ألسنة الطلبة ، وعمدتهم حكاية ابن المنادي هذه ، وهو كبير قد سمع

من جده ، وعباس الدوري ، ومن عبدالله بن أحمد ، لكن ما رأينا أحداً أخبرنا عن وجود هذا " التفسير " ، ولا بعضه ، ولا كراسة منه ، ولو كان له وجود ، أو لشيء منه لنسخوه ، ولاعتنى بذلك طلبة العلم ، ولحصلوا ذلك ، ولنقل إلينا

سير اعلام النبلاء ج 13 ص 522

https://al-maktaba.org/book/22669/5043

ہم کہتے ہیں یہ ذہبی کی کوئی حماقت ہے لازم نہیں جس کا علم ذہبی کو نہ ہو اس کا وجود ہی نہ ہو جبکہ دیگر ناصبی علماء کے اقوال کتاب کے وجود کے متعلق نقل کر دئے ہیں تو ذہبی کا مردود قول خود ہی رد ہو گیا۔

2 المقدم والمؤخر في القرآن

اس کا ذکر خطیب نے اپنی تاریخ میں کیا ہے تاریخ بغداد ج 9 ص 375

3 کتاب الزهد:

یہ بڑی کتاب تھی بقول ابن حجر مسند کے برابر اور اس میں بہت سی ایسی احادیث و آثار تھے جو مسند میں نہیں ہیں:

(كتاب الزهد) لأحمد فالتقط منه ما فيه من الرجال مما ليس في المسند فإنه كتاب كبير يكون في قدر ثلث المسند مع كبر المسند وفيه من الأحاديث والآثار مما ليس في المسند شئ كثير

تعجيل المنفعة ص 244/243

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3325_%D8%AA%D8%B9%D8%AC%D9%8A%D9%84-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%86%D9%81%D8%B9%D8%A9-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_8

4 فضائل أهل البيت عليهم السلام:

یہ کتاب فضائل اہل بیت علیہم السلام کے متعلق تھی اس کا ذکر حاکم نے کیا ہے اور المستدرک میں اس سے روایت نقل کی ہے لکھتا ہے:

4746 – وَأَخْبَرَنَاهُ أَبُو بَكْرٍ الْقَطِيعِيُّ، فِي فَضَائِلِ أَهْلِ الْبَيْتِ تَصْنِيفُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَ مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذَا اللَّفْظِ فَإِنَّ قَوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ» يُسَوِّي بَيْنَ نِسَاءِ الدُّنْيَا

[التعليق – من تلخيص الذهبي] 4746 – على شرط البخاري ومسلم

المستدرك علَى الصحيحين ج 3 ص 186

https://lib.efatwa.ir/42119/3/172/%D8%AD%D9%8E%D8%AF%D9%91%D9%8E%D8%AB%D9%8E%D9%86%D9%8E%D8%A7

5 مناقب علي (عليه السلام)

اس کتاب سے ناصبیوں کے اماموں نے روایات نقل کی ہیں:

محمّد بن يوسف الكنجيّ نے اپنی مشہور کتاب میں احمد کی کتاب مناقب سے روایات نقل کی ہیں لکھتا ہے:

أخرجه الإمام أحمد بن حنبل في مناقب عليّ عليه السلام

كفاية الطالب ص42

http://gadir.free.fr/Ar/imamali/1/kifayet/index.htm

اس کو امام احمد بن حنبل نے مناقب علی علیہ السلام میں روایت کیا ہے۔

ابن حجر عسقلانی، محمد بن نوامیر حنبلی متوفی 745 کے حالات میں لکھتا ہے:

سمع بالشام على ناصر الدين عُمر بن عبد المُنعم القوّاس مناقب عليّ للإمام أحمد

اس نے شام میں ناصرالدین عمر بن عبدالمنعم القواس سے امام احمد کی کتاب مناقب علی (علیہ السلام) کی سماعت کی۔

الدرر الكامنة فى اعيان المائية الثامنة ج 5 ص 48

http://islamport.com/w/trj/Web/279/612.htm

شمس الدین سخاوی نے بھی مناقب علی (علیہ السلام) سے اپنی کتاب میں روایات نقل کی ہیں:

أحمد في المناقب : عن أبي سعيدٍ الخُدريّ قال : نزلَت – يعني « إنّما يُريدُ الله لِيُذْهِبَ عَنْكُم الرِّجْسَ أهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيراً » – في خَمسةٍ : النبيِّ صلّى الله عليه وسلّم، وعليٍّ وفاطمةَ والحسن والحسين رضي الله عنهم

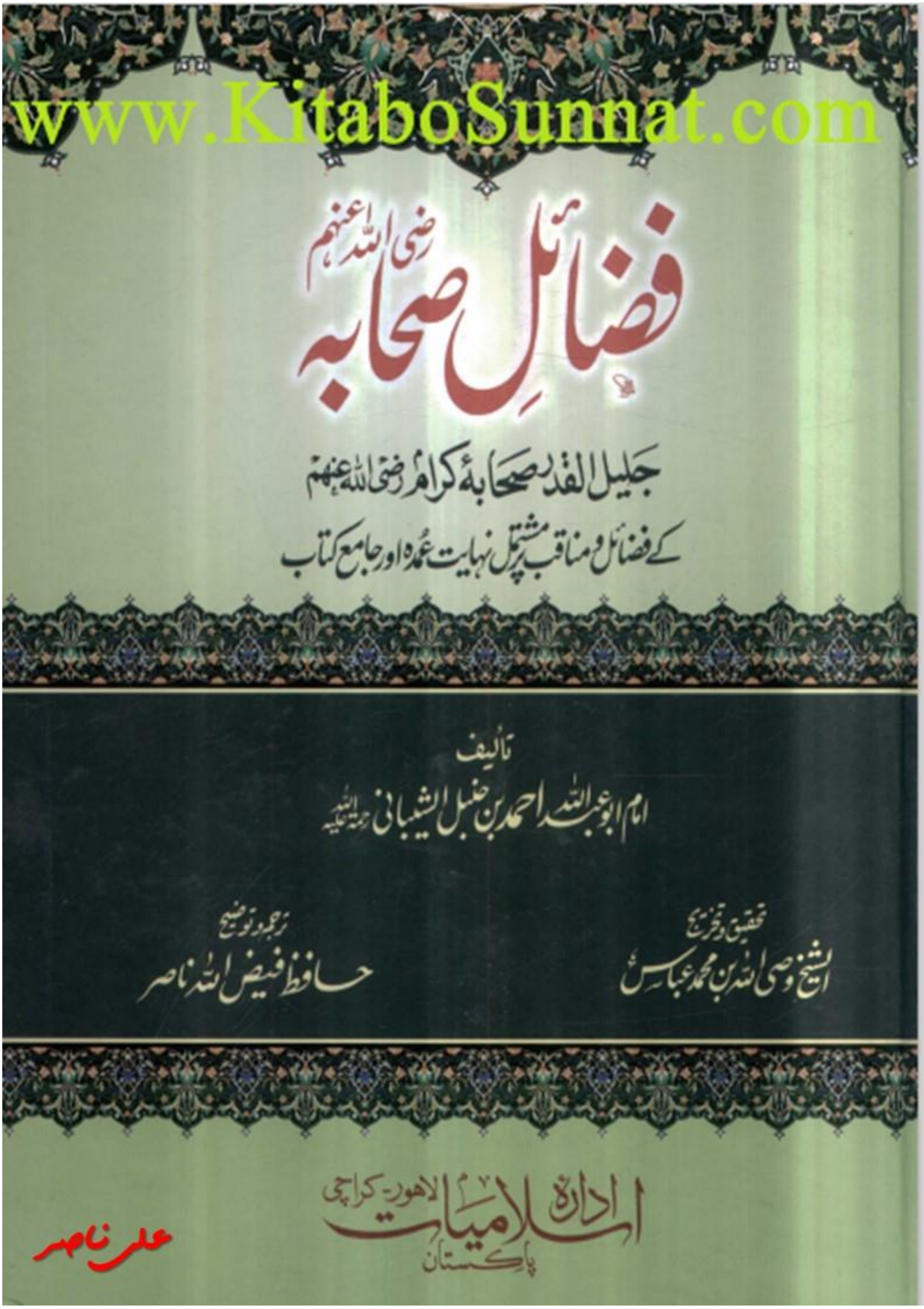
اب روایت پر ہونے والے مزید اعتراضات کے جوابات تفصیل سے پیش کرتے ہیں:

کتاب کے محقق وصي الله بن عباس نے روایت کو نقل کر کے کہا:

احمد بن اسرائيل شيخ القطيعي لم اجده والباقون ثقات

فضائل الصحابة ج 2 ، ص 675

احمد بن اسرائیل قطیعی کے شیخ کے حالات مجھے نہیں ملے اور باقی راوی ثقہ ہیں۔


www.KitaboSunnat.com
فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم
جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم
کے فضائل و مناقب پر مشتمل نہایت عمدہ اور جامع کتاب
تالیف
امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل الشیبانی رحمۃ اللہ علیہ
تحقیق و تخریج
الشیخ وصی اللہ بن محمد عباس
ترجمہ و توضیح
حافظ فیض اللہ ناصر
ادارہ اسلامیات
لاہور - کراچی
پاکستان
علی ناصر

اس کے متعلق علی بن ابی طالب ؓ سے سوال کرو، وہ (میری بہ نسبت) زیادہ جانتے ہیں۔ تو اس نے کہا: اے امیر المومنین! اس مسئلہ کے بارے میں میرے نزدیک آپ کا جواب علی ؓ کے جواب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو معاویہ ؓ نے فرمایا: تو نے بہت بری بات کہی ہے اور تو نے قابل ملامت حرکت کی ہے، تو نے ایسے شخص کو ناپسند کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن کے علم کو سراہا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے فرمایا تھا کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کی موسیٰ ؑ سے تھی، سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور سیدنا عمر ؓ کو بھی جب کسی چیز کے بارے میں اشکال ہوتا تھا تو وہ ان ہی سے راہنمائی لیتے تھے۔

1154۔ مُنذر ؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسین بن علی ؓ فرمایا کرتے تھے:

مَنْ دَمَعَتَا عَيْنَاهُ فِينَا دَمْعَةً ، أَوْ قَطَرَتْ عَيْنَاهُ فِينَا قَطْرَةً ، أَثْوَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ . ❶

ہمارے حق میں جس شخص کی آنکھ سے ایک بھی آنسو یا ایک بھی قطرہ ٹپک پڑا؛ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں ٹھہرائے گا۔

1155۔ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

((يُولَدُ لَكَ ابْنٌ قَدْ نَحَلْتُهُ اسْمِي وَكُنْيَتِي)) . ❷

تیرے ہاں بچے کی پیدائش ہوگی جسے میں اپنا نام اور اپنی کنیت دوں گا۔

1156۔ امام شعبی ؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب ؓ نے فرمایا:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ صِغَارًا تَنْتَفِعُوا بِهِ كِبَارًا ، تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ يَصِرْ لِذَاتِ اللّٰهِ . ❸

بچپن میں ہی علم حاصل کرلو؛ تاکہ بڑے ہوکر اس سے فائدہ اٹھا سکو، اللہ کے غیر سے علم سیکھو؛ تاکہ وہ بھی اللہ کے لیے ہی ہو جائے۔

1157۔ ابوحرب بن ابواسود الدؤلی بیان کرتے ہیں کہ:

اشْتَكَى أَبُو الْأَسْوَدُ الْفَالِجَ ، فَنُعِتَ لَهُ ثَعْلَبٌ ، فَطَلَبْنَاهَا فِي خَرِبِ الْبَصْرَةِ ، فَبَيْنَا أَنَا أَطُوفُ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ يُصَلِّي ، فَأَشَارَ إِلَيَّ فَأَتَيْتُهُ ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَقُلْتُ: أَبُو حَرْبِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ ، فَقَالَ: أَقْرِئْ أَبَاكَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ فُلَانٍ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَيَقُولُ لَكَ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: لَأَذُودَنَّ بِيَدَيَّ هَاتَيْنِ الْقَصِيرَتَيْنِ عَنْ حَوْضِ رَسُولِ اللّٰهِ رَايَاتِ الْكُفَّارِ وَالْمُنَافِقِينَ ، كَمَا تُذَادُ غَرِيبَةُ الْإِبِلِ عَنْ حِيَاضِهَا . ❹

ابوالاسود ؒ کو فالج کی شکایت ہوگئی تو انہیں بہ طور علاج کسی نے لومڑ کا بتلایا۔ ہم اسے بصرہ کے ویرانوں سے تلاش کر کے لائے۔ پھر (ایک روز) میں چکر لگا رہا تھا تو میرا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے مجھے اشارہ کیا تو میں اس کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا: تم کون ہو؟ میں نے بتلایا کہ ابوحرب بن ابوالاسود۔ اس نے کہا: اپنے والد کو میرا سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ عبداللہ بن فلاں آپ کو سلام کہتا تھا اور یہ بھی

---

❶ [لم أجد أحمد بن اسرائيل والباقون ثقات] ذخائر العقبٰى للمحب الطبرى، ص: ١٩

❷ [إسناده ضعيف] تاريخ بغداد للخطيب: ١١/ ٢١٨، العلل المتناهية لابن الجوزى: ١/ ٢٤٥

❸ إسناده ضعيف.

❹ [إسناده ضعيف] مجمع الزوائد للهيثمى: ٩/ ١٣٥

علی ناصر

ہم کہتے ہیں احمد بن اسرائیل ائمہ اہل سنت میں سے ہے اسکی توثیق و تجلیل ائمہ نواصب نے کی ہے وصی اللہ نے احمد بن اسرائیل کے سوا سب کی توثیق کی ہے مگر ہم بھی ائمہ نواصب سے مزید توثیق پیش کیئے دیتے ہیں:

1 احمد بن إسرائیل: اس کا مکمل نام أَحْمَد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس، لقب النجاد، کنیت ابوبکر ہے، اس کے شاگرد اس سے روایت کرتے وقت کبھی اسے پردادا کے نام سے منسوب کرتے ہیں کبھی اس سے بھی پہلے اجداد کے نام سے جیسا کہ خطیب بغدادی نے ذکر کیا ہے چنانچہ ایک روایت نقل کی جس میں اس کے شاگرد نے اس کا حْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْقَطِيعِيُّ، نام ذکر کیا پھر خطیب نے توضیح دی کہ اس سے مراد احمد بن اسرائیل ہے جس سے ابوبکر قطیعی روایت کرتا ہے:

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ الدَّاوُدِيُّ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَحْمَدَ الْوَاعِظُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ الْقَطِيعِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ، حَدَّثَنَا مُعَلِّي، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ : حَدَّثَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ : كَانَتِ الْفُتْيَا : الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ رُخْصَةً فِي أَوَّلِ الإِسْلامِ، ثُمَّ أُحْكِمَ الأَمْرُ، وَنَهَي عَنْهُ

هو أَحْمَد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس، فنسبه عمر إلي جد جده . وهو أَحْمَد بن إسرائيل، الذي روي عنه أبو بكر بن مالك القطيعي

<u>موضح أوهام الجمع والتفريق، ج **1** ، ص **464** ،</u>

https://al-maktaba.org/book/6025/461

ائمہ نواصب نے اس کی توثیق کی ہے اور اس کی جلالت کا اعتراف کیا ہے۔

سمعانی لکھتا ہے:

النجاد : بفتح النون والجيم المشددة وفي اخرها الدال المهملة هذه الحرفة مشهورة والمعروف بها أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس الفقيه الحنبلي المعروف بالنجاد من أهل بغداد كان له في جامع المنصور يوم الجمعة حلقتان قبل الصلاة وبعدها إحداهما للفتوي في الفقه علي مذهب أحمد بن حنبل والأخري لإملاء الحديث وهو ممن اتسعت رواياته وانتشرت أحاديثه

الأنساب، ج 5 ، ص 457 ،

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3434_%D8%A7%D9%84%D8%A3%D9%86%D8%B3%D8%A7%D8%A8-%D8%A7%D9%84%D8%B3%D9%85%D8%B9%D8%A7%D9%86%D9%8A-%D8%AC-%D9%A5/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_455

نجاد، أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس حنبلی فقیہ تھا نجاد کے لقب سے مشہور بغداد کا رہنے والا تھا، روز جمعہ مسجد منصور میں اس کے دو درس ہوتے تھے ایک نماز سے پہلے ایک نماز کے بعد پہلا درس ایک میں وہ احمد بن حنبل کے مذہب کے مطابق فتوی

دیتا تھا دوسرا حدیث کا ہوتا تھا جس میں وہ حدیث املا کرواتا تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جن کی روایات بہت زیادہ اور احادیث بہت منتشر ہوئیں۔

کمال الدین لکھتا ہے:

أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل بن يونس المعروف بالنجاد الفقيه الحنبلي كان فقيها مفتيا ومحدثا متقنا واسع الرواية مشهور الدراية

بغية الطلب في تاريخ حلب، ج 2 ص 766 ،

https://lib.eshia.ir/40296/2/766/%D8%A8%D8%A7%D9%84%D9%86%D8%AC%D8%A7%D8%AF

وہ حنبلی فقیہ، تھا بہترین فقیہ، بہترین محدث، بہت زیادہ روایت والا درایت میں مشہور۔

ذہبی لکھتا ہے:

النجاد الإمام الحافظ الفقيه شيخ العلماء ببغداد أبو بكر أحمد بن سلمان بن الحسن بن إسرائيل البغدادي الحنبلي ،،،، قال الخطيب كان صدوقا عارفا صنف كتابا كبيرا في السنن وكان له بجامع المنصور حلقة قبل الجمعة للفتوي وحلقة بعدها للاملاء حدث عنه أبو بكر القطيعي

تذكرة الحفاظ، ج 3 ، ص 868

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3281_%D8%AA%D8%B0%D9%83%D8%B1%D8%A9-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D9%81%D8%A7%D8%B8-%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%87%D8%A8%D9%8A-%D8%AC-%D9%A3/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_91

نجاد، امام، حافظ، فقیہ، علماء بغداد کا استاد، ،،خطیب بغدادی نے کہا وہ صدوق (احادیث)کی معروفت رکھنے والا سنن میں بڑی کتاب کا مصنف مسجد منصور میں اس کے دو درس ہوتے تھے ایک نماز جمعہ سے پہلے فتوی

دیتا تھا دوسرا نماز کے بعد حدیث کا جس میں حدیث املا کرواتا تھا اس سے ابوبکر قطیعی نے روایت کی ہے۔

ابو یعلی حنبلی نے بھی اس کی تعریف کی ہے:

أَحْمَد بْن سلمان بْن الحسن بْن إسرائيل بْن يونس أَبُو بكر النجاد . العالم الناسك الورع كَانَ لَهُ فِي جامع المنصور حلقتان قبل الصلاة للفتوى عَلَى مذهب إمامنا أَحْمَد وبعد الصلاة لإملاء الحديث

طبقات الحنابلة، ج 2 ، ص 7

https://al-maktaba.org/book/9543/435

عالم با عمل صاحب تقوی، مسجد منصور میں اس کے دو درس ہوتے تھے ایک میں وہ ہمارے امام احمد بن حنبل کے مذہب پر فتوی دیتا تھا دوسرے میں حدیث املا کرواتا تھا۔

2 اسود بن عامر، صحاح ستہ کا راوی ہے، ذہبی نے امام، حافظ، صدوق کہا:

شاذان (ع)الإمام الحافظ الصدوق أبو عبد الرحمن ، أسود بن عامر ، شاذان .

سير أعلام النبلاء ج 10 ص 113

https://al-maktaba.org/book/10906/6597

3 الربیع بن المنذر، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا:

الربيع بن المنذر الثوري من أهل الكوفة يروى عن الشعبي وأبيه روى عنه إسحاق بن منصور السلولي وزيد بن الحباب

الثقات ج 6 ص 297

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3097_%D8%A7%D9%84%D8%AB%D9%82%D8%A7%D8%AA-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%A8%D8%A7%D9%86-%D8%AC-%D9%A6/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_297

عجلی نے ثقہ کہا:

الربيع بن منذر كوفي ثقة

معرفة الثقات ج 1 ص 356

http://islamport.com/d/1/trj/1/200/4409.html

4 منذر بن يعلي الثوري: صحاح ستہ کا راوی ابن حجر نے ائمہ نواصب سے اس کی توثیق نقل کی ہے:

531- "ع - المنذر" بن يعلى الثوري1 أبو يعلى الكوفي روى عن محمد بن علي بن أبي طالب والربيع بن خيثم وسعيد بن جبير وعاصم بن ضمرة والحسن بن محمد بن علي بن أبي طالب وغيرهم روى عنه ابنه الربيع والأعمش وفطر بن خليفة وسالم بن أبي حفصة وسعيد بن مسروق الثوري والحسن ابن عمرو الفقيمي ومحمد بن سوقة ذكره بن سعد في الطبقة الثالثة من أهل الكوفة وقال كان ثقة قليل الحديث وقال بن معين والعجلي وابن خراش ثقة وذكره بن حبان في الثقات

تهذيب التهذيب ج 10 ص 270

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3337_%D8%AA%D9%87%D8%B0%D9%8A%D8%A8-%D8%A7%D9%84%D8%AA%D9%87%D8%B0%D9%8A%D8%A8-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1-%D8%AC-%D9%A1%D9%A0/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_269

منذر ثوری صحاح ستہ کا راوی ہے ابن سعد نے اس کو اہل کوفہ کے تیسرے طبقہ میں شمار کیا اور کہا ثقہ قلیل الحدیث، و ابن معین، عجلی، ابن خراش نے بھی ثقہ کہا، ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا

منذر بن یعلی ثوری کے متعلق ناصبیوں نے یہ شبھہ ایجاد کیا ہے کہ یہ تابعی نہیں ہیں ان کی امام حسین علیہ السلام سے روایت منقطع ہے، کیونکہ ابن حبان نے ان کا شمار اتباع التابعین میں کیا ہے۔

مُنْذر الثّوْري ّأَبُو يعلى يروي عَنْ جمَاعَة من التّابِعين رَوَى عَنْهُ أهل الْكُوفَة

الثقات ج 4 ص 330

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3098_%D8%A7%D9%84%D8%AB%D9%82%D8%A7%D8%AA-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%A8%D8%A7%D9%86-%D8%AC-%D9%A7/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_518

جواب:

یہ ناصبیوں کی حماقت کے سوا کچھ بھی نہیں منذر ثوری صحاح ستہ کا راوی ہے متقدمین میں سے کسی ایک عالم نے بھی اسے مدلس نہیں کہا بلکہ اس کا صحابہ سے روایت کرنا ذکر کیا ہے خود ابن حبان ان کے متعلق شدید وہم کا شکار ہوا ہے ایک مرتبہ ان کو اتباع التابعین میں ذکر کیا ہے اور تابعین میں بھی۔

5504 – الْمُنْذر أَبُو يعلى شيخ يروي عَن أم سَلمَة إِن كَانَ سمع مِنْهَا روى عَنهُ جَامع بن أبي رَاشد

الثقات ج 5 ص 421

https://al-maktaba.org/book/5816/1942

پس ابن حبان کو ان کی معرفت نہیں تھی لہذا اس کا قول ان کے حق میں مردود ہے، حقیقت یہ ہے کہ یہ تابعی ہے ابن سعد نے ان کا شمار اہل کوفہ کے تیسرے طبقہ میں کیا ہے جو تابعین کا ہے۔

طبرانی نے ام المومنین حضرت ام سلمہ علیہا السلام سے روایت کرنے والوں میں منذر ثوری کا شمار کیا ہے:

مسند النساء ،ذكر أزواج رسول الله صلى الله عليه وسلم ، أم سلمة

ومن روى عن أم سلمة من أهل الكوفة ، منذر الثوري عن أم سلمة

المعجم الكبير ج 23 ص 328

https://islamway.top/ar/library/index.php?page=bookcontents&ID=19312&flag=1&bk_no=84

بلکہ حاکم نے المستدرک میں روایت نقل کی ہے جس میں طارق بن شہاب صحابی منذر ثوری سے روایت کر رہا ہے:

أخبرني محمد بن عبد الحميد الصنعاني ، بمكة ، ثنا إسحاق بن إبراهيم ، أنبأ عبد الرزاق ، أنبأ معمر ، عن طارق بن شهاب ، عن

منذر الثوري ، عن عاصم بن ضمرة ، عن علي – رضي الله عنه – ، قال : " جعلت في هذه الأمة خمس فتن : فتنة عامة ، ثم فتنة خاصة ، ثم فتنة عامة ، ثم فتنة خاصة ، ثم تأتي الفتنة العمياء الصماء المطبقة التي تصير الناس فيها كالأنعام " "

هذا حديث صحيح الإسناد ، ولم يخرجاه .

المستدرك على الصحيحين ج 5 ص 624

حاکم نے سند کو صحیح کہا ہے:

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/1753_%D8%A7%D9%84%D9%85%D8%B3%D8%AA%D8%AF%D8%B1%D9%83-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D8%A7%D9%83%D9%85-%D8%A7%D9%84%D9%86%D9%8A%D8%B3%D8%A7%D8%A8%D9%88%D8%B1%D9%8A-%D8%AC-%D9%A4/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_437

ناصبیوں کی طرف سے یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ حاکم متساہل تھا اس کی تصحیح کا کیا اعتبار؟

جواب :

یہ بات ناصبی اپنی گردن چھڑانے کے لئے کہتے ہیں، حاکم کا شمار ائمہ جرح و تعدیل میں ہوتا ہے ذہبی نے اپنی کتابوں میں اس کی جرح و تعدیل سے استناد کیا ہے، تاہم اپنی جوانی میں ذہبی نے المستدرک کی تلخیص کی تھی مگر بعد میں اس سے رجوع کر لیا تھا اور حاکم کی تصحیح کا کمترین درجہ حسن ہونا تسلیم کیا:

وإن صَحّحَ له كالدارقطنيِّ والحاكم، فأقلُّ أحوالهِ : حُسْنُ حديثه .

الموقظة في علم مصطلح الحديث ص 17

https://ketabonline.com/ar/books/20911/read?part=1&page=214&index=851287/851316/851318

(حوالہ:شرح الموقظة في علم مصطلح الحديث)

اور دارقطنی و حاکم کی تصحیح کا کمترین درجہ حدیث کا حسن ہونا ہے۔

ابن صلاح نے بھی حاکم کی تصحیح کو مطلق رد نہیں کیا:

فَالْأَوْلَى أَنْ نَتَوَسَّطَ فِي أَمْرِهِ فَنَقُولَ: مَا حَكَمَ بِصِحَّتِهِ، وَلَمْ نَجِدْ ذَلِكَ فِيهِ لِغَيْرِهِ مِنَ الْأَئِمَّةِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ قَبِيلِ الصَّحِيحِ فَهُوَ مِنْ قَبِيلِ الْحَسَنِ، يُحْتَجُّ بِهِ وَيُعْمَلُ بِهِ، إِلَّا أَنْ تَظْهَرَ فِيهِ عِلَّةٌ تُوجِبُ ضَعْفَهُ.

پس اولیٰ یہی ہے ہم متوسط قول اختیار کریں اور وہ یہ ہے کہ جس حدیث کو حاکم صحیح کہے اور کسی امام نے اس حدیث کو صحیح نہ کہا ہو تو اگر وہ صحیح نہیں ہے (تو کم از کم)"حسن" ہے اس سے استدلال کیا جائے گا اور اس پر عمل بھی کیا جائے گا بشرطیکہ اس میں کوئی علت نہ ہو جو اس کے ضعف کا موجب ہو۔

مقدمة ابن صلاح ص 39

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/2184_%D9%85%D9%82%D8%AF%D9%85%D8%A9-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%84%D8%A7%D8%AD-%D8%B9%D8%AB%D9%85%D8%A7%D9%86-%D8%A8%D9%86-%D8%B9%D8%A8%D8%AF-%D8%A7%D9%84%D8%B1%D8%AD%D9%85%D9%86/

%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_23

ناصبیوں کی ہی معتبر ویبسائٹ نے منذر کے اساتذہ میں تین صحابہ کا نام ذکر کیا ہے:

1جندب بن عبد الله بن جنادة بن سفيان بن عب ... صحابي

2 عويمر بن مالك بن قيس بن أمية بن عامر صحابي

3 هند بنت حذيفة بن المغيرة بن عبد الله بن ... صحابية

http://hadith.islam-db.com/narrators/1699/%D9%85%D9%86%D8%B0%D8%B1-%D8%A8%D9%86-%D9%8A%D8%B9%D9%84%D9%89

اس کے بعد یہ کہنا کہ وہ تابعی نہیں حماقت کے سوا کچھ نہیں۔

لہذا سند بلکل صحیح ہے۔

ناصبیوں کے لئے ایک مفید مشورہ:

چونکہ اللہ سبحانہ تعالی کا یہ تم پر عذاب ہے کہ تم کبھی مظلوم کے حامی نہیں بن سکتے نہ ہی اس سے اظہار یکجہتی کر سکتے ہو، جو کہ ظالموں سے

محبت کا نتیجہ ہے لھذا سید الشھداء علیہ السلام پر گریہ تمہاری اوقات سے باہر کی بات ہے۔

البتہ تمہارا مقدر چھپکلی و گرگٹ مار کر اجر و ثواب بٹورنا ہے۔

مسلم نے اپنی صحیح میں چھپکلی و گرگٹ کو مارنے کی فضیلت میں ایک باب رکھا ہے اس میں سے دو حدیثیں یہ ہیں:

وحَدَّثَنَا يَحْيَي بْنُ يَحْيَي ، أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ سُهَيْلٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قال: قال رسول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الْأُولَى، وَإِنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الثَّانِيَةِ ".

ابوہریرہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص گرگٹ کو پہلی مار میں مار ڈالے اس کو اتنا ثواب ہے اور جو دوسری مار میں مارے اس کو اتنا اتنا ثواب ہے لیکن پہلی بار سے کم اور جو تیسری بار میں مار ڈالے اس کو اتنا اتنا ثواب ہے لیکن دوسری بار سے کم۔“

حدیث 5846

/https://hamariweb.com/islam/hadith/sahih-muslim-5846

یہاں ابوہریرہ نے اتنا اتنا کہہ کے کام چلا لیا لگتا ہے جلد بازی میں ثواب کی مقدار نہیں گڑھ سکا چنانچہ دوسری بار میں مقدار کا بھی ذکر کیا:

حَدَّثنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثنَا أَبُو عَوَانَةَ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثنَا جَرِيرٌ . ح وحدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ، حَدَّثنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ زَكَرِيَّاءَ . ح وحَدَّثنَا أَبُو كُرَيْبٍ ، حَدَّثنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ، عَنْ سُهَيْلٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عن النبي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ خَالِدٍ، عَنْ سُهَيْلٍ إِلَّا جَرِيرًا وَحْدَهُ، فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ " مَنْ قَتَلَ وَزَغًا فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ كُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَفِي الثَّانِيَةِ دُونَ ذَلِكَ وَفِي الثَّالِثَةِ دُونَ ذَلِكَ ".

ابوہریرہ سے روایت ہے، وہی جو اوپر گزری اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جو شخص گرگٹ کو پہلی بار میں مار ڈالے اس کی سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور دوسری بار میں اس سے کم اور تیسری بار میں اس سے کم۔

صحيح مسلم،كِتَاب السَّلَامِ،38. باب اسْتِحْبَابِ قَتْلِ الْوَزَغِ: حديث 5847

https://hamariweb.com/islam/hadith/sahih-/muslim-5847

چونکہ میاں ابوہریرہ سے میدان جنگ میں تو کچھ ہوتا نہیں تھا تاریخ میں کہیں نہیں ملتا کہ ابوہریرہ نے کبھی کسی کافر کی انگلی بھی کاٹی ہو لہذا اپنے جیسوں کو جھوٹی تصلی دینے کے لئے اس قسم کی احادیث گڑھ لیں کہ اگر کافر نہیں مار سکے تو کیا ہوا چھپکلی کو پہلے شاٹ میں مار کر سو نیکیاں تو کما ہی سکتے ہیں، یہی سبب ہے مولیوں کو یہ احادیث بڑی پسند آتی ہیں۔

سعودی مفتی صالح عثیمن لکھتا ہے:

أما قتل الوزغ فإنه سنة وفيه أجر عظيم.

وزغ(چھپکلی و گرگٹ) کا قتل کرنا سنت ہے اور اس میں اجر عظیم ہے۔

<u>فتاوی نور علی الدرب للعثیمین ج 6 ص 2</u>

https://al-maktaba.org/book/2300/1095

دیوبندی اس دوڑ میں کہاں پیچھے رہنے والے تھے انہوں نے بھی پیارہ پیارہ سا فتوی دے دیا:

چھپکلی کو مارنا ثواب ہے کیا؟ کسی نے بتایا ہے کہ پہلی بار میں مارنے پر زیادہ ثواب ہوتا ہے؟

جواب نمبر: 41968

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوی: M=11/1433/1576-1576 ہاں چھپکلی کو مارنا ثواب ہے، اور پہلی مرتبہ مارنے پر ثواب زیادہ ہوتا ہے، جیسا کہ ترمذی شریف کی روایت میں ہے عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قتل وزغة بالضربة الأولى كان له كذا وكذا حسنة فإن قتلها في الضربة الثانية كان له كذا وكذا حسنة فإن قتلها في الضربة الثالثة كان له كذا وكذا حسنة. (رواه الترمذي وقال: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح: ١/٢٧٣، أبواب الصيد، باب في قتل الوزغ، ط: مريم أجمل فاؤنڈیشن ممبئی إنڈیا)

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

https://darulifta-deoband.com/home/ur/Others/41968

لہذا تم ابوہریرہ چھاپ حدیثوں پر عمل کر کے خوش ہو جاؤ، آبادی اور ویرانوں میں اپنے مولویوں کو لیکر چھپکلی و گرگٹ مارنے کی مہم پر جایا کرو تم اسی لائق ہو جو اسی روایات پر عمل کرو ۔